یادِ رفتگان

مولانا ابو محمد عبد اللہ لدھیانوی

علامہ محمد احمد

لماء لدھیانہ کی تاریخ سے نئی نسل بالکل ناواقف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ :-
یہ خاندان کے بزرگوں نے آزادیٔ ملک اور خدمات
ینی و ملّت کے بے انتہا بڑی قربانی دی کہ اگر کبھی
انتداری سے تاریخ لکھی گئی تو اس خاندان کا
اسم سرِ فہرست ہوگا۔ اس خاندان کے ایک فردِ فرید مولانا
بو احمد عبد اللہ لدھیانوی پچھلے ہفتہ انتقال فرما گئے
نے آپ کے صاحب زادہ گرامی قدر علامہ محمد احمد سے
حوم کے حالات کے سلسلے میں بات چیت کی تو انہوں
نے "انوارِ مدینہ" لاہور کا ایک پرچہ ہمیں مرحمت فرمایا
س میں مرحوم سے متعلق ایک مضمون تین سال قبل
شاعت پذیر ہوا تھا۔ اس لحاظ سے انتقال کے وقت مرحوم کی
مر ۸۳ سال کے لگ بھگ بنتی ہے لیکن آپ بفضلِ خدا آخر وقت
ک اپنے فرائض میں مشغول رہے اور اپنے خالق و مالک کے
حضور پہنچ گئے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم گاہے بگاہے اس قسم کے
زرگوں سے متعلق معلومات افزا مضامین آپ کی خدمت
میں پیش کرتے رہیں گے۔

(ادارہ)

مولانا عبد اللہ لدھیانوی کو حضرۃ شیخ الہند قدس سرہٗ کی خصوصی سند

نحمدہٗ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

وبعد فان الصالح السعید المولوی عبد اللہ قد قرأ الامہات الست فی الحدیث وانا اجزتہ باذن اللہ واوصیہ بالبر والتقویٰ واللہ الموفق والمعین فقط

محمود عفی عنہ
یکم ذیقعد ۱۳۳۳ھ

والد مکرم حضرت مولانا ابو احمد محمد عبد اللہ لدھیانوی ضلع لدھیانہ کے موضع "بسیہ والی" کے رہنے والے ہیں ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قدس سرہٗ سے حاصل کی، جو اپنے وقت کے قطب، اہل اللہ اور صاحبِ حال تھے۔ والد ماجدؒ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ لدھیانہ میں تعلیم حاصل کر کے امرتسر حضرت مولانا نور احمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ کے سایۂ تربیت میں رہ کر تحصیل علم میں مشغول رہے۔ بعد ازاں ۱۳۲۸ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر چار سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس لدھیانہ آکر دینی تعلیم و تبلیغ کے کام میں مشغول ہو گئے۔

اسیرِ مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن

سرہٗ نے حضرت شیخ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کو اپنا
ین نامزد فرمایا کہ اسی سال ہندوستان سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی
علوم دیوبند میں تدریس حدیث پاک کا یہ آپ کا آخری سال تھا
سال حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے خصوصی قلبی تعلق اور شفقت
بنا پر والد ماجد (حضرت مولانا ابو احمد محمد عبد اللہ) کو اپنے دست
ک سے ایک سند عطا فرمائی اور سلسلۂ طریقت "نقشبندی" میں
ت بھی فرمایا۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے ہجرت فرما جانے کے بعد والد صاحب
ت برکاتہم اپنے وطن لدھیانہ آکر مدرسہ عزیزیہ میں بحیثیت اول
رس تعلیم وتدریس دین میں مصروف رہے۔ جب حضرت شیخ
انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت شیخ الحدیث
نے علمی تبحر اور خداداد بے مثل دینی بصیرت سے تشنگان علوم
نبیہ کو سیراب فرمانے لگے تو والد صاحب کو بھی حضرت
خ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے علم کو مزید جلا دینے کا شوق
یدا ہوا لیکن اس وقت تک آپ صاحب اہل وعیال ہو چکے تھے۔
ی ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ اس شوق کا پورا کرنا
مشکل معلوم ہو رہا تھا لیکن جذبۂ صادق اور طلب مخلصانہ ہو
اللہ کریم لازماً دستگیری فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مشورہ
لئے آپ نے اپنے مربی و مشفق استاذ حضرت مولانا نور احمد صاحب
تسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ انھوں نے اس
وق پر نہ صرف یہ کہ اظہار مسرت فرمایا بلکہ لکھا کہ تم صاحب اولاد
و۔ گھریلو اخراجات کی ذمہ داریاں بھی ادا کرنا ہوں گی۔ لہٰذا میں
ں سلسلہ میں تمہارے لئے پوری کوشش کروں گا۔ تمہیں دیوبند ضرور
جانا چاہئے اور حضرت شیخ سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔

ادھر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب
اور نائب مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب قدس اللہ اسرارہما
کی خدمت میں بھی اسی شوق کو پورا کرنے کے سلسلہ میں خط لکھا
اور ان سے مشورہ طلب فرمایا۔ ان دونوں حضرات نے بھی بکمال فرحت و
مسرت قبول فرماتے ہوئے لکھا کہ جلد آؤ۔ دارالعلوم کی طرف سے حتی المقدور
امداد کی جائے گی۔ دارالعلوم دیوبند سے یہ اطلاع آجانے کے ساتھ
ہی حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امرتسر سے بھی
خط آگیا کہ میں نے "انجمن ترقی تعلیم امرتسر" کی طرف سے چار سال کے
واسطے تیس روپے ماہوار تمہارا وظیفہ منظور کروا لیا ہے۔ اور پانچ روپے
ماہوار سیالکے ایک معزز تاجر چرم تمہیں بھیجتے رہیں گے۔ ان کے علاوہ

میں خود اپنی گرہ سے پانچ روپے ماہوار بھیجا کروں گا۔ اس طرح تیس روپے ماہوار کا چار سال تک کے لئے بندوبست ہوگیا۔

چنانچہ حضرت والد صاحب مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ سے استعفا دیکر مع اہل وعیال دیوبند پہنچ گئے۔ حضرت شیخ سید انور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے وجہ آمد پوچھی عرض کیا آپ کی خدمت میں استفادہ کے لئے حاضر ہوا ہوں اور چار سال تک کے لئے بندوبست کر آیا ہوں حضرت شیخ سن کر مسکرا دیئے۔ پھر حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں حضرات نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور دارالعلوم دیوبند میں ابتدائی اور درمیانے درجے کے کچھ اسباق آپ کے سپرد فرما دیئے۔ اور پانچ روپے ماہانہ وظیفہ اور دو وقت درمیانے درجے کا کھانا مقرر فرما دیا۔

حضرت شیخ سید انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کی خدمت میں جب دو سال پورے ہوئے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور دین کی خدمت کرو تمہارا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ ان کے فرمان پر انکار کی گنجائش نہ تھی۔ حالانکہ یہ چار سال کا بندوبست کر کے گئے تھے۔ دیوبند سے واپسی پر لدھیانہ میں مدرسہ "اللہ والا" میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر تعلیم وتبلیغ دین کا کام شروع کیا۔

مدرسہ "اللہ والا" کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ بھی لدھیانہ تشریف لائے اور ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں بھرے اجلاس میں تقریر فرماتے ہوئے جہاں علماء کرام کا ایک بڑا مجمع موجود تھا۔ حضرت شیخ سید انور شاہ قدس سرہٗ نے مولانا ابو احمد محمد عبد اللہ صاحب کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ

"مجھے اس شخص کے علم و دیانت پر پورا اعتماد ہے۔"

یہ حضرت شیخ سید انور شاہ صاحب قدس سرہٗ کی طرف سے حضرت والد صاحب کے لئے ایک "تقریری سند" تھی۔

آپ اسی مدرسہ میں کام کر رہے تھے کہ آپ کے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفات پاگئے تو اہل دیہہ انہیں مجبور کرنے لگے کہ آکر اپنے بزرگوں کا مسند سنبھالیں۔ چنانچہ آپ نے موضع بلیہ والی میں اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ساتھ نسبت قائم کرتے ہوئے مدرسہ انوریہ عربیہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا۔ خدا کے فضل سے اس دینی ادارہ نے بہت ترقی کی اور اس کی شہرت ملک کے دور دراز خطوں تک پہنچ گئی اور طلبہ علوم دینیہ نہایت ذوق وشوق سے

ں کشاں کشاں اس مدرسہ میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے آتے رہے۔ چنانچہ موقوف علیہ و دورہ تک کتابیں ہونے لگیں

انہی دنوں تحریک خلافت شروع ہوئی۔ "پیلہ والی" حضرت مولانا ابو احمد محمد عبداللہ کی سرکردگی میں گردو نواح کے تمام علاقے نکل پڑے۔ تحریک کا مرکز بن گیا اس مدرسے کے طلبہ تحریک خلافت کے سلسلہ میں گاؤں گاؤں، بستی بستی جا کر عوام کو بیدار کرنے لگے۔

پھر حضرت شیخ سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر یہ مدرسہ گاؤں سے لدھیانہ شہر منتقل کر دیا گیا۔ اور لدھیانہ شاہی مسجد میں "مدرسہ انوریہ عربیہ" کے نام سے ہی دینی تعلیم و تدریس کا کام شروع کر دیا گیا۔ آخر میں مدرسہ کی کمیٹی سے اختلافات کی بناء پر آپ نے مدرسہ آپ نے مدرسہ سے علیحدہ ہو کر لدھیانہ ہی میں "دارالعلوم نعمانیہ" کے نام سے نیا دینی ادارہ قائم کیا جو (۱۹۴۷ء) تقسیم ملک تک قائم رہا۔ تقسیم کے بعد آپ گوجرانوالہ آکر مقیم ہوئے۔ اب اسی نام سے آپ کے زیر اہتمام دارالعلوم نعمانیہ جاری ہے۔ جس کے تین شعبہ جات ہیں۔ ۱۔ شعبہ تدریس و تعلیم دین۔ ۲۔ شعبہ نشر و اشاعت (۳) شعبہ تبلیغ۔

شعبہ نشر و اشاعت کے ذریعہ آپ نے مختلف عنوانات کے تحت تقریباً ۲۸ عدد ضخیم کتابیں اور پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کئے ہیں۔ جو پاکستان اور بیرون پاکستان مسلم و غیر مسلم کے سربراہوں اور احباب و دانش کو بھیجے گئے۔

حضرت والد صاحب نے پاکستان آکر اپنے استاذ و مربی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری قدس سرہ کے دست حق پرست پر پھر بیعت فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمانے کے ساتھ ہی آپ کو اپنا خلیفہ مجاز قرار دیا۔ اور چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت والد صاحب کی عمر اس وقت اسی سال کے لگ بھگ ہے صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ اور دارالعلوم نعمانیہ کے اہتمام کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے نیز تصنیف و تالیف میں مشغولیت کے علاوہ طلبہ کو پڑھانے میں بھی مشغول رہتے ہیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

بہرحال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب بزرگوں کی قبروں پر رحمت نازل فرمائے اور ہمیں ان کی بتلائی ہوئی شاہراہ حیات پر رواں دواں رکھے۔

۳۔ تیسری مختصر گزارش رمضان شریف سے متعلق چند دنوں بعد یہ مبارک ایام آ رہے ہیں متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رمضان یعنی رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں حق جوش پر ہوتی ہے۔ شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں، رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ فرائض و نوافل کے میں کثرت و اضافہ ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے رات میں تراویح پڑھی، امت کو تلقین کی۔ اس قرآن عزیز کا پڑھنا اور سننا اپنا مبارک طریق دیا۔ دن میں روزہ اور وہ یوں کہ محض کھانے پ اور زن شوئی کے تعلقات سے ہی پرہیز نہ ہو بلکہ جسم کا ایک ایک حصہ روزہ دار ہو ضروری ہے کہ رمضان میں نیکی کا ثواب زیادہ ہے اور گناہ اور پر مواخذہ بھی سخت!

بدقسمتی سے اس نام نہاد مسلم معاشرہ میں احترام رمضان رخصت ہو چکا ہے ہوٹل کھلے رہتے ہیں کھانا پینا عام ہوتا ہے اور نہ بہ حیثیت مسلمان اپنی ذمہ داری نہ حکومت پہچانتی ہے نہ عوام! حکومت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ احترام رمضان کا قانون نافذ کرے تاکہ کسی بد باطن کو ان مبارک ایام میں کوئی نازیبا حرکت کرنے کا حوصلہ نہ ہو باقی مسائل و احکام وغیرہ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوتے رہیں گے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!